# ڈاکٹر عبادت بریلوی

(حالاتِ زندگی)

اُردو کے اس عظیم مؤرخ، محقق اور نقاد کا اصل نام عبادت یار خان جب کہ قلمی نام عبادت بریلوی تھا۔ ۱۹۲۰ء میں بریلی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بریلی ہی میں حاصل کی اور پھر لکھنؤ چلے گئے۔ جہاں لکھنؤ یونیورسٹی سے بی۔اے آنرز، ایم۔اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے مقالے کا موضوع ''اُردو تنقید کا ارتقاء'' تھا۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۴ء تک لکھنؤ یونیورسٹی اور ۱۹۴۴ء سے قیام پاکستان تک اینگلو عربک کالج دہلی میں لیکچرار رہے۔ ۱۹۴۶ء میں جرمن زبان کا کورس مکمل کرلیا۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آئے۔ جہاں پنجاب یونیورسٹی میں اُردو کے اُستاد تعینات ہوئے۔ پہلے صدر شعبہ اُردو اور پھر اورینٹل کالج لاہور کے پرنسپل مقرر ہوئے اور ۱۹۸۰ء میں اسی عہدے سے ریٹائر ہوئے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی اُردو زبان و ادب کے عظیم مؤرخ ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی متعدد تاریخی کتب اِس کا واضح ثبوت ہیں۔ تحقیق کے میدان میں بھی بڑے کارنامے سرانجام دیے۔ مگر اُن کا اصل میدان تنقید ہے۔ اس موضوع پر انھوں نے ایک درجن سے زائد کتب تحریر کی ہیں۔ انھوں نے مختلف نثر نگاروں اور شعراء کے کام کا تجزیہ اور جائزہ لیا۔ ان پر سیر حاصل بحث کی۔ آپ چالیس سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں اُردو تنقید کا ارتقاء، غزل اور مطالعہءغزل، مومن اور مطالعہءمومن، جدید شاعری، غالب اور مطالعہء غالب، غالب کا فن شاعری، شاعری کی تنقید، تنقیدی تجزیے، تنقیدی جائزے، روایت کی اہمیت، اقبال کی نثر، ادب اور ادبی قدریں، کلیات میر، خطباتِ عبدالحق، مقدمات عبدالحق، ارضِ پاک سے فرنگ تک، خواجہ میر درد، ولی دکنی، جدید اُردو ادب، جدید اُردو تنقید، جشن نامہ اقبال قابلِ ذکر ہیں۔ آپ کا انتقال ۱۹۹۸ء میں لاہور میں ہوا۔

# تنقید میں توازن

ڈاکٹر عبادت بریلوی

**مقاصدِ تدریس**

- طلبہ کو تنقید کی تعریف بتانا۔
- ادب میں تنقید کی اہمیت سے آگاہی دینا۔
- اردو ادب میں تنقید کی روایت سے روشناس کروانا۔
- اُردو تنقیدی ادب میں ڈاکٹر عبادت بریلوی کا مقام بتانا۔

**الفاظ و تراکیب**

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| تخلیق | جبلت | امتزاج | منطقی حدود | استحرار | جمالیاتی | نقاد | متلاشی |
| فیاضی | اضطراری | نظریۂ حیات | عمل ارتقاء | تخلیقِ حُسن | تجسم | برانگیختہ | |

ارسطو نے فن شعر کی تخلیق کو نقالی کا نتیجہ بتایا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اس سلسلے میں توازن اور تناسب کی اہمیت بھی ذہن نشین کرائی ہے۔ نقل کی جبلت بغیر احساسِ توازن کے فن کی صورت اختیار نہیں کر سکتی، توازن سے اس میں حُسن پیدا ہوتا ہے اور حُسن درحقیقت توازن ہی کا نام ہے۔ فن میں یہ توازن نہ ہو تو دلکشی پیدا نہیں ہوتی اور دلکشی باقی نہ رہے تو فن، فن نہیں رہتا۔ اس لیے فن اور توازن لازم و ملزوم ہیں۔

شعر و ادب کی طرح، تنقید بھی ایک فن ہے، اور فن کی حیثیت سے نہ صرف حُسن کی حامل ہے بلکہ تخلیقِ حسن کی معاون بھی ہے۔ چنانچہ تخلیقِ فن کے لیے جس توازن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کی اہمیت کا صحیح احساس اور اندازہ تنقید ہی میں ہوتا ہے۔ توازن کے بغیر تنقید اور تنقید کے بغیر توازن ناممکن سی بات ہے۔ توازن سے تنقید میں معنویت بھی پیدا ہوتی ہے اور حُسن بھی اور تنقید میں معنویت اور حُسن کے امتزاج اور ہم آہنگی ہی کا نام توازن ہے۔

توازن خارجی طور پر وجود نہیں رکھتا۔ وہ تو ایک کیفیت ہوتی ہے جس کو مجسم کر دیا جاتا ہے۔ یہ تجسم صحیح احساس، صحیح ادراک اور صحیح شعور کے بغیر ممکن نہیں۔ انسان محسوس کرتا ہے، سوچتا ہے، سمجھتا ہے اور اِن سب کے نتیجے میں توازن کی تخلیق ہوتی ہے۔ اگر انسان محسوس نہ کرے اور غور نہ کرے تو توازن پیدا نہیں ہوسکتا۔ اگر سوچے سمجھے گا نہیں تو توازن پیدا نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے یہ دیکھا گیا ہے کہ توازن کی کمی انھیں لوگوں کے یہاں شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے۔ جو ان صلاحیتوں سے محروم ہوتے ہیں یا جن میں یہ صلاحیتیں کم ہوتی ہیں۔ یا پھر ان لوگوں کے یہاں توازن کی اس کمی کا احساس ہوتا ہے جن میں محسوس کرنے، غور کرنے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں تو ہوتی ہیں لیکن جو ان سے خاطر خواہ کام نہیں لیتے، یا کسی وجہ سے کام نہیں لے سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی اور اس کے ہر شعبے میں اس توازن کی اہمیت محسوس کی جاتی ہے کیونکہ اگر یہ توازن موجود نہ ہو تو ارتقاء کی راہ پر گامزن رہنا اس کے لیے ناممکن ہو جائے۔ تو گویا توازن ہی زندگی

کے اس ارتقائی عمل میں نیا خون دوڑاتا ہے اور اس طرح اس میں نئی زندگی کی لہریں اُٹھتی رہتی ہیں۔

فن اسی زندگی کی عکاسی اور ترجمانی کرتا ہے۔ اس عکاسی اور ترجمانی میں فیاضی کی خصوصیت ہوتی ہے۔ اور اس طرح اس کی حدیں تنقیدِ حیات سے جا ملتی ہیں اس لیے فن کے بارے میں صرف یہ رائے قائم کرلینا کہ وہ محض جذبات کی برانگیختگی کا نام ہے اور اس کی تخلیق کی نوعیت اضطراری ہے، اپنے اندر ایک سطحیت رکھتا ہے۔ فن کا تعلق جذبات کے برانگیختہ ہونے سے بڑا گہرا ہے۔ لیکن اس کی حدود یہیں ختم نہیں ہوجاتی۔ کیونکہ عقل و شعور بھی اس کی تخلیق میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ جذبات کے ساتھ اس میں غور وفکر کا عنصر بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ عنصر اس میں موجود نہ ہوتو اس میں گہرائی پیدا نہیں ہوسکتی۔ فن میں جذبات کی برانگیختگی کے ساتھ عقل وشعور اور غور وفکر کی فراوانی توازن کو پیدا کرتی ہے۔ اور یہ توازن ہی فن کو ان خصوصیات سے ہم آہنگ کر کے حقیقت و واقعیت کی منزلوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ یہ حقیقت و واقعیت فن کا سب سے بڑا سرمایہ سمجھی جاتی ہے۔ اور چونکہ توازن اس کو پیدا کرنے میں مدد ومعاون ہوتا ہے اس لیے اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

تنقید اس فن سے بڑا گہرا ربط رکھتی ہے۔ فن کو اس حقیقت وواقعیت سے ہمکنار کرنے میں اس کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس لیے فن کے ساتھ ساتھ توازن کی اہمیت اس میں بھی شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے۔ کیونکہ اگر اس توازن کا وجود نہ ہوتو فن اپنے آپ کو عقل وشعور اور غور وفکر سے پوری طرح ہم آہنگ نہیں کرسکتا۔ اور جب یہ خصوصیت اس میں موجود نہ ہوتو حقیقت و واقعیت سے اس کا محروم ہوجانا یقینی ہے۔ اس لیے فن خود بھی تنقید میں توازن کا متلاشی رہتا ہے۔ کیونکہ اس کے سہارے خود اس میں توازن کی خصوصیت رونما ہوتی ہے۔ اور تنقید فن کے اس تقاضے کو پورا کرنے کے لیے کسی حال میں بھی، توازن کے دامن کو چھوڑنے کا خیال تک اپنے دل میں نہیں لاسکتی۔ جہاں اور جب کبھی توازن کا یہ دامن تنقید کے ہاتھ چھوٹ جاتا ہے، وہاں وہ تنقید باقی نہیں رہتی۔ فن اس کو منہ نہیں لگاتا اور اس سے روگردانی اختیار کرلیتا ہے۔ کیونکہ اس عالم میں فن کے تقاضے اس کے ہاتھوں پورے نہیں ہوتے۔ اس عالم میں وہ یوسف بے کارواں ہوکر اکیلی بھٹکتی پھرتی ہے۔ کوئی بھی اس کا پوچھنے والا نہیں ہوتا۔

یہ بات اب صاف ہوگئی کہ تنقید اور توازن کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لیکن سوال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس منزل تک پہنچنے میں تنقید کو کون کون سی راہیں طے کرنی ہوتی ہیں۔ اور ان راہوں کو طے کرنے میں اُسے کن کن حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے؟۔ ان سوالوں کا خاطر خواہ جواب اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تنقید کے صحیح مفہوم، اس کے صحیح منصب اور اس کے صحیح مقصد کا اندازہ نہ لگالیا جائے۔

تنقید کی تعریف میں اختلافات ہوسکتے ہیں لیکن اس حقیقت سے تو شاید ہی کسی کو انکار ہو کہ اس کا آغاز بنیادی طور پر تاثر سے ہوتا ہے۔ یہ تاثر ہی تنقید کی پہلی منزل ہے۔ لیکن صرف اس تاثر کو تنقید نہیں کہا جاسکتا۔ اس تاثر کو تنقید تک پہنچنے میں بہت سی منزلیں طے کرنی ہوتی ہیں۔ تاثر تو ویسے ہر فرد پر ہوسکتا ہے لیکن نقاد کے تاثر کی نوعیت مختلف ہوجاتی ہے کیونکہ اس کا شعور عام افراد سے زیادہ بیدار ہوتا ہے اور اس کی ذہنی سطح ان افراد کے مقابلے میں نسبتاً زیادہ بلند ہوتی ہے۔ اس لیے یہ تاثر اس کے یہاں ایک نئی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ نقاد کے لیے یہ لازمی اور ضروری نہیں کہ وہ ہر ادبی تخلیق کا تاثر صرف اس طرح قبول کرے کہ اس کے سرا ہنے پر مجبور ہوجائے یا پھر اس پر نکتہ چینی شروع کردے۔ نقاد اس تاثر کو اپنے شعور کی روشنی میں دیکھتا ہے اور اس طرح کا تجزیہ کرتا ہے۔ اس تجزیے کے ساتھ تنقید کی ابتدا ہوتی ہے۔

تاثر کے اس تجزیے میں جب تک توازن نہ ہو اُس وقت تک اس تجزیے کا مقصد پورا نہیں ہوتا، یعنی تنقید پیدا نہیں ہوتی۔ جب اس تجزیے کی بنیاد توازن پر ہوتی ہے اسی وقت تنقید کا وجود ہوتا ہے۔ اس لیے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحیح طور پر تنقید توازن ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ توازن نہ ہو تو تخلیق کے تاثر کو بھی تنقید سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور تشریح و تفسیر بھی تنقید کہلائی جاسکتی ہے۔ توازن تنقید کو ان گھروندوں سے باہر نکالتا ہے۔ اور اس کی صحیح حیثیت کو متعین کرتا ہے، توازن نہ ہو تو تنقید کے ساتھ تجزیے کا خیال نہیں آسکتا، اور اس کے ساتھ تنقید کا رشتہ نہیں جوڑ سکتے۔ فرد کے متوازن ہونے کے نتیجے میں یہ صورت حال ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اسی لیے تنقید اگر متوازن نہ ہو تو تنقید محض تاثراتی ہوکر رہ جاتی ہے اور جذباتی و جمالیاتی حدود سے باہر نہیں نکلتی۔ اور اگر وہ ان حدوں کو توڑ کر باہر نکل گئی تو یا تو وہ تمام تر سماجی ہوجاتی ہے یا عمرانی۔ مطلب یہ ہے کہ توازن کے بغیر انتہا پسندی سے اس کا دامن بچانا مشکل ہوجاتا ہے اور جب تنقید میں یہ انتہا پسندی پیدا ہوجائے تو پھر وہ تنقید نہیں رہ جاتی۔ ایک نعرے کا روپ اختیار کرلیتی ہے۔ ایک ایسا نعرہ جو ادبی اور فنی اقدار کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ تنقید بغیر کسی نقطہ نظر کے بھی متوازن ہوسکتی ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ تنقید ایک نقطہ نظر اور نظریۂ حیات ہی کا نام ہے۔ جو بات بھی کسی فنی تخلیق کے بارے میں کہی جاتی ہے جس خیال کا اظہار بھی کیا جاتا ہے وہ کسی نہ کسی نقطہ نظر اور نظریۂ حیات کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ اس نقطہ نظر اور نظریۂ حیات کی بُنیادیں عقل و شعور پر اُستوار ہوتی ہیں۔ یہ نقطہ نظر اور نظریۂ حیات بعض اوقات برسوں کے غور و فکر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی اہمیت اپنی جگہ پر مسلم ہوتی ہے۔ لیکن نظریات مختلف ہوسکتے ہیں۔ زندگی کے بارے میں مختلف زاویوں سے سوچا جاسکتا ہے۔ اس لیے ان میں اختلافات کا ہونا ایسا کچھ عجیب نہیں ہوتا۔ اس اختلاف سے کبھی کبھی جذباتیت اور انتہا پسندی کو شہ ملتی ہے۔

چنانچہ تنقید میں بھی اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔ لیکن توازن تنقید کو جذباتیت اور انتہا پسندی کی سرحدوں میں داخل ہونے سے روکے رکھتا ہے۔ اس کے سہارے نقطہ نظر اور نظریہ ٔ حیات کی وضاحت تو ہوتی ہے لیکن یہ وضاحت منطقی حدود سے باہر نہیں نکلتی۔

اس طرح توازن تنقید میں نقطۂ نظر اور نظریۂ حیات کو اس کی اصل حیثیت کا احساس دلاتا ہے، اس سے صحیح کام لیتا ہے اور اس طرح تنقید میں اس کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔

(تنقیدی تجزیے)

## مشق

۱) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) تنقید کی تعریف کریں۔

ب) تنقید کی ابتداء کس طرح ہوئی؟

ج) فن اور توازن کس طرح لازم و ملزوم ہیں؟

د) زندگی کے ہر شعبے میں توازن کی اہمیت کیوں محسوس کی جاتی ہے؟

ہ) نقاد کے تاثر کی نوعیت ایک عام فرد کے تاثر کی نوعیت سے کس طرح مختلف ہوتی ہے؟

۲) متن کی روشنی میں درست جواب کا انتخاب کریں۔

الف) توازن سے شعر کی تخلیق میں پیدا ہوتا ہے۔

(i) شعور (ii) لُطف

(iii) حُسن (iv) فن

ب) توازن نام ہے ایک۔

(i) رویے کا (ii) ذہنیت کا

(iii) کیفیت کا (iv) حُسن کا

ج) تنقید کا آغاز بنیادی طور پر ہوتا ہے۔

(i) تخلیق سے (ii) تحقیق سے

(iii) تاثر سے (iv) مطالعہ سے

د) توازن کی بنیادیں اُستوار ہوتی ہیں۔

(i) تاثر میں (ii) تنقید میں

(iii) بحث و مباحثے میں (iv) سوچ و بچار میں

ہ) توازن کے ذریعے وضاحت ہوتی ہے۔

(i) نقطہ نظر کی (ii) تخلیق کی

(iii) تحقیق کی (iv) اندازِ بیاں کی

۳) متن کے مطابق درست کی نشان دہی علامت ( ✓ ) سے اور غلط کی علامت ( ✗ ) سے کریں۔

الف) توازن خارجی طور پر وجود رکھتا ہے۔

ب) عقل و شعور فن کی تخلیق میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

ج) شعر و ادب کی طرح تنقید بھی ایک فن ہے۔

د) تنقید اور توازن کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ہ) تاثر، تنقید کی آخری منزل ہے۔

۴) متن کے مطابق خالی جگہ پُر کریں۔

الف) تنقید کی ............ میں اختلافات ہو سکتے ہیں۔

ب) تنقید ایک نقطہ نظر اور ............ کا نام ہے۔

ج) تخلیق میں جذبات کے ساتھ ............ کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔

د) زندگی کے بارے میں ............ ہونا ایک معیوب عمل ہے۔

ہ) توازن کے بغیر تنقید اور تنقید کے بغیر توازن ............ سی بات ہے۔

۵) سیاق و سباق کے حوالے سے متن کی تشریح کریں۔

فن اسی زندگی کی عکاسی ............ غور و فکر کا عنصر بھی ہوتا ہے۔

۶) درج ذیل تراکیب ومحاورات کو جملوں میں استعمال کریں۔

تخلیقِ حُسن۔ نظریۂ حیات۔ نکتہ نظر۔ چولی دامن کا ساتھ ہونا۔ عملِ ارتقاء۔ دامن بچانا۔ یوسفِ بے کارواں

## تنقید

تنقید چند ایسے اصولوں کا نام ہے جن کے باعث کسی بھی ادب کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے اس سے ادب کی تمام خوبیاں اور خامیاں عیاں ہو جاتی ہیں اور قاری ان کا بہ طریق احسن جائزہ لے سکتا ہے۔ تنقید کا مقصد کسی بھی ادب کے دونوں پہلوؤں کا پوری طرح جائزہ لینا ہے۔ تنقید نہ ہوتو ادب میں غیر معیاری باتیں شامل ہو کر ادب کا مقام پیوندِ خاک کر سکتی ہیں۔

## سرگرمیاں

۱) اساتذہ کرام طلبہ کو کمرا جماعت میں احساس، جذبے اور تاثر سے بھرپور مضامین سنائیں جن کی زبان مجازی ہو مگر طلبہ سے حقیقت کا ادراک کروائیں۔
۲) طلبہ کو استحسانی اور تنقیدی گفتگو سنا کر انھیں اس کی مختلف جہتیں سمجھائیں۔
۳) طلبہ سے لائبریری میں تنقید کی کوئی کتاب تلاش کروا کر اُس سے چند مضامین کمرا جماعت میں سنوائے جائیں۔
۴) ڈاکٹر عبادت بریلوی کا کوئی اور تنقیدی مضمون سنوائیں۔

## اشاراتِ تدریس

۱) اساتذہ کرام طلبہ کو تنقید کی تعریف بتائیں۔
۲) طلبہ کو اُردو ادب میں تنقید کی روایت اور اہمیت کے بارے میں بتائیں۔
۳) طلبہ کو اُردو کے تنقیدی ادب میں ڈاکٹر عبادت بریلوی کے مقام سے آگاہ کریں۔
۴) طلبہ کو ادب کی ترقی میں تنقید کے کردار سے آگاہ کریں۔